حیاتِ جاودانی

از

حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی

افکارِ حق اکیڈمی بائسی بازار ۸۵۴۳۱۵ پورنیہ بہار (الہند)

۹۲-۸۶ء

سلسلہ اشاعت نمبر ۱۸

نام کتاب ـــــ حیات جاودانی (اردو)

تالیف ـــــ حضرت مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری مدظلہ

ـــــ (جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور پاکستان)

پروف ریڈنگ ـــــ آفتاب عالم مصباحی و عبد الرحیم مصباحی

طبع اول ـــــ جمادی الاولیٰ جنوری ۱۴۰۹ھ ۱۹۸۹ء

ـــــ رضا اکیڈمی لاہور پاکستان

طبع ثانی ـــــ شوال المکرم مئی ۱۴۱۱ھ ۱۹۹۱ء

تعداد ـــــ ۱۱۰۰ گیارہ سو

ناشر ـــــ ادارہ افکار حق ۔ بائسی بازار پورنیہ بہار

★ ★ ★

ایک دعوت

بحمدہ تعالیٰ "ادارۂ افکار حق" نے انتہائی قلیل مدت میں قابل قدر اشاعتی خدمات انجام دیا ہے ۔ اور علوم اسلامیہ کے فروغ و بقا اور علماء حق کی حیات و خدمات اجاگر کرانے کی ایک زندہ تحریک ہے جسکے خوشگوار نتائج آپکے سامنے ہیں ۔ لہٰذا! اسے اشتراک و تعاون سے نواز کر مضبوط بنانا ہم اور آپکا ملی فریضہ ہے اور عصر حاضر کا اہم تقاضا بھی ۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

موت کے بعد زندگی

ارشاد ربانی ہے

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (۳/۱۸۵)

ہر جان موت کا ذائقہ چکھنے والی ہے ۔

یہ قطعی اور یقینی حقیقت ہے اس میں کسی شک و شبہہ کی گنجائش نہیں ہے، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ موت کے بعد انسان میں ثواب کی لذت اور عذاب کی تلخی کے ادراک کی صلاحیت ہوتی ہے یا نہیں، بعض معتزلہ اور روافض کہتے ہیں کہ انسانی جسم ادراک سے محروم اور بے جان لاشہ سے زیادہ کچھ نہیں ہوتا ۔

علامہ تفتازانی کہتے ہیں

بعض معتزلہ اور روافض نے عذاب قبر کا انکار کیا ہے کیونکہ میت محض بے جان جسم اور زندگی اور ادراک سے عاری ہے لہذا اسے عذاب دینا محال ہے[1]۔

اہلسنت کے نزدیک اسے ایک قسم کی زندگی دی جاتی ہے جس کے ذریعے وہ ثواب و عقاب کا ادراک کرتا ہے ۔

علامہ ابن قیم کہتے ہیں

شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ احادیث صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے کہ سوال کے وقت روح بدن کی طرف لوٹتی ہے، ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ بے روح جسم سے سوال کیا جاتا ہے لیکن جمہور نے اس کا انکار کیا ہے[2]

---

[1] مسعود بن عمر تفتازانی، علامہ: شرح العقائد (مطبع شرکۃ الاسلام، لکھنؤ) ص ۷۷

[2] محمد بن القیم الجوزیۃ: کتاب الروح، عربی (حیدر آباد، دکن) ص ۸۴

علامہ ابن تیمیہ کہتے ہیں

میت کا قراءت وغیرہ آوازوں کو سُننا حق ہے، امام احمد بن حنبل کے اصحاب اور دیگر علماء نے کہا کہ میت کے پاس جو گناہ کئے جاتے ہیں اُن سے اسے اذیت ہوتی ہے یہی قول انہوں نے امام احمد سے نقل کیا اور اس بارے میں متعدد آثار روایت کئے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ میت کو تلاوتِ قرآن اور اللہ تعالیٰ کا ذکر سُننے سے راحت حاصل ہوتی ہے[۱]

قاضی شوکانی کہتے ہیں

مطلق ادراک، علم اور سُننا تمام مُردوں کے لیے ثابت ہے[۲]

انہوں نے ہر میت کے لیے علم اور سُننے کے ثبوت کو تسلیم کیا ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر، علامہ ابن قیم سماع موتیٰ پر احادیث سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ جب لوگ دفن کرکے واپس جاتے ہیں تو میت ان کے جوتوں کی آہٹ سُنتا ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو تعلیم دی ہے کہ جب وہ اہل قبور کو سلام دیں تو خطاب کرتے ہوئے سلام دیں اور کہیں اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ تم پر سلام ہو اے مومن قوم کے گھر والو! اور یہ اس شخص سے خطاب ہے جو سُنتا اور جانتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو یہ ایسے ہی ہوگا جیسے کسی پتھر کو خطاب کیا جائے یا ایسے شخص کو خطاب کیا جائے جو موجود ہی نہ ہو[۳]

اِن عبارات سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ جاننا اور سُننا تمام اموات کے لیے

---

۱ ابن تیمیہ حرانی، علامہ: اقتضاء الصراط المستقیم (مکتبہ سلفیہ، لاہور) ص ۳۷۹

۲ محمد بن علی شوکانی، قاضی: نیل الاوطار (مصطفےٰ البابی، مصر) ج ۴ ص ۲۸۲

۳ محمد بن القیم الجوزیۃ: کتاب الروح (حیدرآباد دکن) ص ۴

نوٹ:۔ اس دلیل پر اعتراض کرتے ہوئے ۔۔۔ احسان الٰہی ظہیر کہتے ہیں کہ یہ حدیث دلیل نہیں بنتی کیوں کہ بسا اوقات ایسی چیزوں کو خطاب کیا جاتا ہے جو سُنتی نہیں، جیسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چاند کو دیکھ کر اسے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میرا اور تیرا رب اللہ ہے" ترمذی (البریلویۃ ص ۸۷) اب قارئین خود ہی فیصلہ کریں کہ ظہیر صاحب کی بات مانی جائے یا اُن کے امام ابن قیم کی؟ ۱۲ قادری

ثابت ہے اور یہ کہ صاحبِ قبر، تلاوت اور سلام کہنے والے کی آواز سُنتا ہے ہمارا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ ہر میت کی زندگی دُنیا جیسی ہے حتیٰ کہ اسے کھانے اور پینے کی ضرورت ہو، کیوں کہ جسم کے ساتھ رُوح کے تعلقات کئی قسم کے ہیں۔

علامہ ابن قیم کہتے ہیں

رُوح کے جسم کے ساتھ پانچ قسم کے تعلقات ہیں اور ان کے احکام الگ الگ ہیں (تین تعلقات بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں) جسم کے ساتھ رُوح کا چوتھا تعلق برزخ میں ہے۔ کیونکہ روح اگرچہ جسم سے الگ ہو چکی ہے لیکن وہ بالکل ہی جُدا نہیں ہوگئی یہاں تک کہ اس کی توجہ بھی جسم کی طرف نہ ہے۔ ہم نے جواب کی ابتداء میں وہ احادیث اور آثار ذکر کئے ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ جب سلام کہنے والا سلام کہتا ہے تو رُوح جسم کی طرف لوٹائی جاتی ہے یہ خاص قسم کا لوٹانا ہے جس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جسم قیامت سے پہلے (مکمل طور پر) زندہ ہو جائے گا۔

ابن قیم، کتاب الروح کی ابتدا میں کہتے ہیں

پہلا مسئلہ یہ ہے کہ کیا اصحاب قبور، زندوں کی زیارت اور اُن کے سلام کو جانتے ہیں یا نہیں؟

پھر جواب میں متعدد ایسی حدیثیں لائے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب قبور زیارت کرنے والوں کو پہنچانتے ہیں اور ان کے سلام کا جواب بھی دیتے ہیں، انہوں نے یہاں تک تصریح کی ہے۔

سلف صالحین کا اس پر اجماع ہے اور ان سے تواتر کے ساتھ ایسے اقوال مروی ہیں کہ میت کو زیارت کرنے والے کا علم بھی ہوتا ہے اور وہ اس سے خوش بھی ہوتا ہے[۲]

---

۱ محمد بن قیم جوزیہ: کتاب الروح ص ۷۲-۷۱

۲ ایضاً: ص ۴

اولیاء کاملین کے دیکھنے اور سننے کی قوت

حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

جس نے میرے ولی سے دُشمنی رکھی میری طرف سے اس کے لیے اعلان جنگ ہے، میرے بندے نے فرائض سے زیادہ محبُوب کسی بھی چیز کے ساتھ میرا قرب حاصل نہیں کیا اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے محبُوب بنا لیتا ہوں، تو میں اس کا کان ہوتا ہوں جس سے وہ سُنتا ہے، اس کی آنکھ ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں ضرور اسے دوں گا اور اگر مجھ سے پناہ مانگے تو میں اسے ضرور پناہ دوں گا۔[1]

امام رازی آیۂ کریمہ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْکَھْفِ وَ الرَّقِیْمِ (الآیۃ) کی تفسیر میں فرماتے ہیں

اسی طرح انسان جب نیکیوں کا پابند ہو جاتا ہے تو اس مقام کو پہنچ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کے کان اور اس کی آنکھیں ہوتا ہوں، پس جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نُور اس کے کان ہوتا ہے تو وہ دُور اور نزدیک سے سُنتا ہے اور جب وہ نور اس کی آنکھ ہوتا ہے تو وہ مشکل اور آسان، قریب اور بعید میں تصرف پر قادر ہوتا ہے۔[2]

[1] محمد بن اسماعیل بخاری، امام: الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع کراچی ج ۲ ص ۹۶۳
[2] فخر الدین رازی، امام: تفسیر کبیر (عبد الرحمٰن محمد، مصر) ج ۲۱ ص ۸۹۱

فاضل محقق مُلّا علی قاری، حدیث شریف: "اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ" کی شرح میں فرماتے ہیں:

اسی لیے کہا گیا ہے کہ اولیاء اللہ، مرتے نہیں ہیں بلکہ ایک دار سے دُوسرے دار (دُنیا سے برزخ) کی طرف انتقال کرتے ہیں۔[1]

نیز حدیث شریف "وَصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ" کی شرح میں فرماتے ہیں:

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ یہ اس لیے کہ جب پاکیزہ اور مقدس نفوس جسمانی تعلقات سے جُدا ہوتے ہیں تو انھیں عرُوج حاصل ہوتا ہے اور وہ عالم بالا سے جا ملتے ہیں اور ان کے لیے کوئی پردہ باقی نہیں رہتا تو وہ سب کو دیکھتے ہیں جیسے وہ سب چیزیں ان کے سامنے ہوں یا فرشتے انہیں خبر دے دیتے ہیں اور اس میں ایک راز ہے کہ جسے حاصل ہوتا ہے وہی اسے جانتا ہے۔[2]

ایسی ہی تصریح مُحدّث جلیل شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے تفہیمات آلٰہیہ کی دوسری جلد میں کی ہے، فرماتے ہیں:

شیخ عبد القادر جیلانی کو تمام جہان میں سرایت کرنے کا شعبہ حاصل ہے اور یہ اس لیے کہ جب اُن کا وصال ہو گیا تو ملاء اعلیٰ کی صفت کے ساتھ موصوف ہو گئے اور تمام جہان میں سرایت کرنے والا وجود ان میں منقش ہو گیا، اسی بنا پر ان کے طریقے میں رُوح پیدا ہو گئی۔[3]

[1] علی بن سُلطان القاری، علامہ: مرقاۃ المفاتیح (طبع ملتان) ج ۲ ص ۲۴۱
[2] ایضاً ج ۲ ص ۳۴۲
[3] محمد نور الحق علوی: حاشیہ سمعات (مطبوعہ حیدر آباد، سندھ) ص ۶۲

اہلِ حدیث کے پیشوا نواب صدیق حسن بھوپالی کہتے ہیں؛

اولیاء کو دنیا میں معزول کیے جانے اور خاتمے کا خوف دامن گیر رہتا ہے لیکن جب وہ ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں تو صاحبِ ایمان بھی ہوتے ہیں اور صاحبِ ولایت بھی[1]

ان علماء کے اقوال سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام کو جو قوتیں عطا فرمائی تھیں وہ دنیا کی زندگی کے ساتھ مخصوص نہیں ہوتیں بلکہ وصال کے بعد حاصل رہتی ہیں کیوں کہ جب ان کی ولایت باقی ہے تو اس کے آثار بھی باقی ہوں گے۔

حیاتِ شہداء

حیاتِ شہداء قرآن پاک کی نص سے ثابت ہے، ارشاد ربانی ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ[2]

وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے انہیں ہرگز مردہ گمان نہ کرنا، بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں۔

قاضی شوکانی اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں:

جمہور کے نزدیک اس کا معنی یہ ہے کہ شہداء حقیقی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں، پھر ان میں اختلاف ہے بعض علماء کہتے ہیں کہ قبروں میں ان کی روحیں ان کی طرف لوٹا دی جاتی ہیں تو وہ نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں، حضرت مجاہد فرماتے ہیں انہیں جنت کے پھل دیتے جاتے ہیں یعنی انہیں

[1] صدیق حسن خاں بھوپالی، بغیۃ الرائد فی شرح العقائد (گوجرانوالہ) ص ۸۸ - ۸۷
[2] القرآن: ۳/۱۶۹

ان کی خوشبو محسوس ہوتی ہے حالانکہ وہ جنت میں نہیں ہوتے، جمہور کے علاوہ بعض علماء نے کہا کہ یہ زندگی مجازی ہے مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم میں جنت کی نعمتوں سے متمتع ہونے کے مستحق ہیں، پہلا قول صحیح ہے اور مجاز کی طرف رجوع کا کوئی باعث نہیں ہے[1]۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ کی تفسیر میں لکھتے ہیں،

اس جگہ رزق سے مراد وہی رزق ہے جو عادۃً معروف ہے، یہی جمہور کا مذہب ہے جیسے اس سے پہلے بیان ہوا۔ جمہور کے علاوہ بعض علماء کہتے ہیں اس سے مراد اچھی تعریف ہے، حالانکہ کتاب اللہ میں واقع عربی کلمات میں تحریف، اور بغیر کسی سبب مقتضی کے بعید مجازات پر محمول کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے[2]

حیاتِ انبیاء علیہم السلام

اس سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ (الآیۃ) کا مطلب یہ ہے کہ شہداء کرام حقیقۃً زندہ ہیں اور انہیں معروف رزق دیا جاتا ہے، ماننا پڑے گا کہ انبیاء کرام بھی حقیقۃً زندہ ہیں اور انھیں معروف رزق دیا جاتا ہے کیوں کہ شہید اس بلند مقام اور دائمی زندگی تک ان کی پیروی کے سبب ہی پہنچا ہے لہذا انبیاء کرام اس زندگی کے زیادہ حقدار ہیں بلکہ ان کی زندگی تو شہداء سے بھی ارفع و اعلیٰ ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی کہتے ہیں

علماء کی ایک جماعت قائل ہے کہ یہ زندگی شہداء کے ساتھ خاص ہے میرے

[1] محمد بن علی شوکانی، قاضی: تفسیر فتح القدیر (دار المعرفۃ بیروت) ج ۱، ص ۳۹۹
[2] ایضاً: " " " "

نزدیک حق یہ ہے کہ یہ زندگی ان کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ انبیاء کرام کی زندگی ان سے زیادہ قوی ہے اور خارج میں اس کے آثار زیادہ ظاہر ہیں یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کی ازواج مطہرات سے نکاح جائز نہیں ہے، جب کہ شہید کی بیوہ سے (اس کی عدت کے بعد) نکاح کیا جاسکتا ہے صدیقین بھی شہداء سے بلند مرتبہ رکھتے ہیں اور صالحین یعنی اولیاء کرام ان کے ساتھ ملحق ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں موجود ترتیب دلالت کر رہی ہے۔

"مِنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ" اسی لیے صوفیاء کرام فرماتے ہیں ہماری روحیں ہمارے جسم ہیں اور ہمارے جسم ہماری روحیں ہیں، بہت سے اولیاء کرام سے بتواتر منقول ہے کہ وہ اپنے دوستوں کی امداد کرتے ہیں اور اپنے دشمنوں کو خائب وخاسر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے اسے ہدایت دیتے ہیں [1]

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اس عبارت میں وصال کے بعد انبیاء کرام صدیقین اور اولیاء کی حیات بھی ثابت کی ہے اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ ان حضرات کی نصرت واعانت، اللہ تعالیٰ کے اذن سے جاری ہے۔

قاضی شوکانی کہتے ہیں۔

شہداء کے بارے میں قرآن پاک کی نص وارد ہے کہ وہ زندہ ہیں، رزق دیے جاتے ہیں اور ان کی زندگی جسمانی ہے، انبیاء ومرسلین کا کیا مقام ہوگا؟ حدیث میں ثابت ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں، یہ حدیث امام منذری نے روایت کی اور امام بیہقی نے اسے صحیح قرار دیا [2]

دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معنوی شہادت

---

[1] محمد ثناء اللہ پانی پتی، قاضی تفسیر مظہری (ندوۃ المصنفین، دہلی) ج ا ص ۱۵۱

[2] محمد بن علی شوکانی، قاضی نیل الاوطار (مصطفے البابی، مصر) ج ۲ ص ۲۸۲

سے نوازا ہے کیونکہ آپ کا وصال اس زہر کے اثر سے ہوا جو خیبر کی یہودن نے آپ کو کھلائی تھی۔

امام بخاری اور امام بیہقی، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرض وصال میں فرمایا کرتے تھے کہ میں نے جو کھانا خیبر میں کھایا تھا اس کی تکلیف ہمیشہ محسوس کرتا رہا ہوں اور اس وقت، اس زہر کے اثر سے میری انتڑیاں کٹ گئی ہیں [1]

علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قبر انور میں زندہ ہونا نص قرآن سے ثابت ہے یا تو لفظ کے عموم سے یا مفہوم موافقت سے [2]

یعنی اگر شہادت معنویہ کا اعتبار کیا جائے تو آپ کی حیات اقدس عموم قرآن سے ثابت ہوگی کیونکہ آپ بھی شہید ہیں اور شہید زندہ ہوتے اور اگر شہادت معنویہ کا اعتبار نہ کیا جائے تو مفہوم موافقت سے حیات ثابت ہوگی کہ جب شہید زندہ ہوتے ہیں تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بطریق اولیٰ زندہ ہوں گے۔

امام علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی، علامہ ابن عقیل حنبلی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر انور میں ازواج مطہرات کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں اس پر علامہ زرقانی نے فرمایا: یہ ظاہر ہے اور اس سے کوئی مانع نہیں ہے [3] یاد رہے کہ ابن عقیل حنبلی ان ائمہ میں سے ہیں جن کے اقوال علامہ ابن تیمیہ بطور حوالہ نقل کرتے ہیں

حیرت ہے کہ بعض لوگ اس قول پر اعتراض کرتے ہیں حالانکہ حدیث میں ہے کہ قبر، جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا آگ کے گڑھوں میں ایک گڑھا اور قرآن پاک میں ہے۔

---

[1] عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی، امام : الحاوی للفتاوی (دار الکتب العلمیہ، بیروت) ج ۲ ص ۱۴۹

[2] ایضاً

[3] محمد بن عبدالباقی زرقانی، علامہ : شرح مواہب اللدنیہ (طبع ۱۲۹۲ھ) ج ۵ ص ۱۹۶

وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ (۲/۲۵)

"اور اُن کے لیے ان باغوں میں ستھری بیویاں ہیں"۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ مقدسہ سے بڑھ کر کس کی قبر، جنت کا باغ ہوگی؟

احادیث مبارکہ

قاضی شوکانی کہتے ہیں: حدیث صحیح میں ہے

اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ ۝

انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں

امام بیہقی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا اور اس مسئلے پر ایک رسالہ تصنیف کیا[1]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو کہ یہ وہ دن ہے جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور مجھ پر جو بھی درود بھیجے گا اس کا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا یہاں تک کہ اس سے فارغ ہوجائے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کہ وصال کے بعد بھی؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔

فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ[2] اللہ کا نبی زندہ ہے رزق دیا جاتا ہے

اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے کتاب الجنائز کے آخری باب میں روایت کیا

علامہ ابن قیم، امام طبرانی کے حوالے سے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی حدیث نقل کرنے کے بعد روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّيْ عَلَيَّ اِلَّا بَلَغَنِيْ صَوْتُهٗ حَيْثُ كَانَ[3]

جو بندہ بھی مجھ پر درود بھیجے گا اس کی آواز مجھے پہنچے گی چاہے وہ کہیں بھی ہو

قاضی شوکانی کہتے ہیں

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنا چاہیے اور درود شریف آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ قبر میں زندہ ہیں[4]

---

[1] محمد بن علی شوکانی، قاضی: نیل الاوطار ج ۵ ص ۱۰۸

[2] محمد بن یزید بن ماجہ، امام: سنن ابن ماجہ (نور محمد کراچی) ص ۱۱۸

[3] محمد بن ابی بکر ابن القیم الجوزیہ: جلاء الافہام (نوریہ رضویہ، فیصل آباد) ص ۶۳

[4] محمد بن علی شوکانی، قاضی: نیل الاوطار ج ۳ ص ۲۸۲

مزید کہتے ہیں

محققین کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصال کے بعد زندہ ہیں اور اپنی اُمت کی نیکیوں سے مسرور ہوتے ہیں اور یہ کہ انبیاء کرام کے جسموں کو زمین نہیں کھاتی، جب کہ مطلق ادراک مثلاً علم اور سننا تمام مُردوں کے لیے ثابت ہے[1]

حضرت ملا علی قاری حدیث شریف فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ کی شرح میں فرماتے ہیں:

نبی اللہ سے جنس انبیاء بھی مُراد ہو سکتی ہے (جو تمام انبیاء کو شامل ہے) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صرف کامل ترین فرد (نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مراد ہوں پہلا احتمال متعین ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہوئے ملاحظہ فرمایا، اسی طرح ابراہیم علیہ السلام کو، جیسے کہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے۔ کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں، امام بیہقی نے فرمایا، انبیاء کرام کا مختلف اوقات میں متعدد جگہوں میں تشریف لے جانا عقلاً جائز ہے جیسے کہ نبی صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث وارد ہے[2]

یہ حدیث معراج کی طرف اشارہ ہے جس میں وارد ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے ملاحظہ فرمایا پھر بیت المقدس میں اور اس کے بعد آسمانوں میں دیکھا۔

شواہد

حدیث، تفسیر اور سیرت کی کتابوں میں اس حقیقت کے بکثرت شواہد ملتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زندہ ہیں۔

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں

(تدفین کے وقت) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور سے سب سے

---

[1] محمد بن علی شوکانی، قاضی: نیل الاوطار ج ۳ ص ۲۸۲

[2] علی بن سلطان محمد القاری: مرقاۃ المفاتیح (مطبوعہ ملتان) ج ۲ ص ۲۴۱

آخر میں نکلنے والے صحابی نے فرمایا : میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قبر میں دیکھا کہ آپ ہونٹ ہلا رہے تھے میں نے سننے کے لیے کان قریب کیا تو آپ کہہ رہے تھے رَبِّ اُمَّتِیْ رَبِّ اُمَّتِیْ[1] یا اللہ ! میری اُمت کو بخش دے۔

امام ابونعیم اصبہانی (م ۴۳۰ھ) حضرت سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں۔ واقعۂ حرّہ (جب یزید کی فوجوں نے مدینہ طیبہ پر چڑھائی کی) کے موقع پر مسجد نبوی میں میرے سوا کوئی نہیں تھا، جب بھی نماز کا وقت آتا تو میں قبر انور سے اذان کی آواز سنتا تھا پھر میں تکبیر کہہ کر نماز پڑھتا تھا، اہل شام گروہ در گروہ مسجد میں داخل ہوتے اور کہتے اس بوڑھے مجنون کو دیکھو[2]

امام دارمی (م ۲۵۵ھ) حضرت سعید بن عبد العزیز سے روایت کرتے ہیں

حرّہ کے زمانے میں تین دن تک مسجد نبوی میں اذان اور تکبیر نہیں کہی گئی، حضرت سعید بن مسیب، مسجد ہی میں رہے انہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ انور سے آواز سن کر ہی نماز کے وقت کا پتا چلتا تھا[3]

علامہ ابن تیمیہ کہتے ہیں

ایک جماعت نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا دیگر اولیاء کی قبروں سے سلام کا جواب سنا ، اور سعید بن مسیب حرّہ کی راتوں میں قبر سے اذان سنا کرتے تھے یہ اور اس قسم کے دوسرے واقعات یہ سب حق ہیں ہماری ان میں بحث نہیں ہے اور معاملہ اس سے کہیں زیادہ بڑا اور برتر ہے[4]

امام علامہ نسفی فرماتے ہیں

ایک بدوی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تدفین کے بعد حاضر ہوا اور اس نے اپنے آپ کو آپ کی قبر انور پر گرا دیا اور روضہ اقدس کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالی اور کہا یا رسول اللہ ! آپ نے فرمایا ، اور ہم نے سنا اور آپ پر جو نازل ہوا اس میں یہ بھی تھا۔

---

[1] عبد الحق محدث دہلوی ، شیخ محقق : مدارج النبوۃ ، فارسی (مطبوعہ سکھر) ج ۲ ص ۴۴۲
[2] ابونعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی ، امام : دلائل النبوۃ (عالم الکتب ، بیروت) ص ۲۰۶
[3] عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دارمی ، امام : سنن الدارمی (دار المحاسن ، قاہرہ) ج ۱ ص ۴۴
[4] ابن تیمیہ الحرانی ، علامہ : اقتضاء الصراط المستقیم (مکتبہ سلفیہ ، لاہور) ص ۳۷۱

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ (الآیۃ) اور میں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی مغفرت طلب کرتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں ، لہٰذا آپ اللہ تعالیٰ سے میری مغفرت کی دعا فرمائیں ، اسے قبر انور سے ندا دی گئی کہ تمہیں بخش دیا گیا[1]

یہی روایت امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں معمولی اختلاف کے ساتھ بیان کی[2]

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک کرامت یہ ہے کہ جب آپ کا جنازہ روضۂ نبوی کے دروازے پر لایا گیا اور عرض کیا گیا یا رسول اللہ ! آپ پر سلام ہو ! یہ ابوبکر دروازے پر حاضر ہیں ، اچانک دروازہ کھل گیا اور قبر انور سے آواز آئی۔

اَدْخِلُوا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ[3]

حبیب کو حبیب کے پاس لے آؤ

ائمۂ اسلام کے ارشادات

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے بارے میں ائمۂ اسلام کے ارشادات اتنے زیادہ ہیں جن کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا ، ذیل میں چند اقوال پیش کیے جاتے ہیں

امام علامہ ابن الحاج کہتے ہیں

ہمارے علماء رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ زیارت کرنے والا یہ خیال کرے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حیات ہیں اور میں آپ کے سامنے حاضر ہوں کیونکہ آپ کی حیاتِ طیبہ اور وصال فرمانے میں فرق نہیں ہے یعنی اُمت کے مشاہدہ کرنے ، ان کے احوال ، نیتوں ، عزائم اور خیالات کے پہچاننے میں ، یہ سب آپ کے نزدیک ظاہر ہے اس میں کوئی خفاء نہیں ہے[4]

---

[1] عبد اللہ بن احمد نسفی ، امام : تفسیر نسفی (دار الکتاب العربی ، بیروت) ج ۱ ص ۲۳۴
[2] محمد بن احمد القرطبی ، امام : الجامع لاحکام القرآن (دار احیاء التراث العربی ، بیروت) ج ۵ ص ۲۶۵
[3] محمد بن عمر ، ابو عبد اللہ ، فخر الدین رازی ، : التفسیر الکبیر (عبد الرحمٰن محمد ، مصر) ج ۲۱ ص ۸۶
[4] ابن الحاج ، امام : المدخل (دار الکتاب العربی ، بیروت) ج ۱ ص ۲۵۲

علامہ قسطلانی شارحِ بخاری نے بھی بعینہٖ یہی تصریح فرمائی ہے [1]
امام علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں ۔

ان عبارات اور احادیث کے مجموع سے ثابت ہو گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جسمانی اور رُوحانی طور پر زندہ ہیں اور آپ تصرف فرماتے ہیں اوراطرافِ زمین اور عالمِ بالا میں جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں اور آپ اسی حالت میں ہیں جو آپ کے وصال سے پہلے تھی اور آپ کی کسی چیز میں تبدیلی نہیں آئی اور آپ ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہیں جیسے فرشتے جسمانی طور پر زندہ ہونے کے باوجود نظروں سے پوشیدہ کئے گئے ہیں ۔ جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کو آپ کی زیارت سے مشرف فرمانا چاہتا ہے تو اس کے لیے پردے اُٹھا دیتا ہے تو وہ آپ کی ہو بہو اسی حالت میں زیارت کرتا ہے جو آپ کو حاصل ہے ، اس سے کوئی امر مانع نہیں ہے اور یہ کہنے کا بھی کوئی سبب نہیں ہے کہ مثال کی زیارت ہوتی ہے [2]

حضرت علامہ ملا علی قاری ، حدیث شریف
" مَامِنْ مُسْلِمٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ " کی شرح میں فرماتے ہیں

معنی یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کے مشاہدہ میں) محو ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی رُوح شریف کو متوجہ فرماتا ہے تاکہ آپ سلام عرض کرنے والے کے دلِ ناتواں کی پاسداری کے لیے سلام کا جواب عنایت فرمائیں ، ورنہ معتمد عقیدہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر اطہر میں زندہ ہیں جیسے کہ دیگر انبیاء کرام اپنی قبروں میں اپنے رب کی بارگاہ میں زندہ ہیں اور ان کی ارواح مقدسہ کا دُنیا اور عالم بالا سے تعلق ہے جیسے کہ دنیاوی زندگی میں تھا ، وہ قلب کے اعتبار سے عرشی ہیں اور جسمانی طور پر زمین پر تشریف فرما ہیں [3]

---

[1] احمد بن محمد القسطلانی ، امام : مواہب لدنیہ مع شرح الزرقانی (مطبوعہ مصر) ۱۲۹۱ھ ، ج ۵ ص ۳۴۸
[2] عبد الرحمان بن ابی بکر سیوطی ، امام : الحاوی للفتاوی (بیروت) ج ۲ ص ۲۶۵
[3] علی بن سلطان محمد القاری ، امام : شرح شفاء (دار الفکر ، بیروت) ج ۳ ص ۴۹۹

علامہ سید محمود آلوسی کہتے ہیں

مکمل حدیث امام طبرانی نے روایت کی ہے کہ جو نبی بھی رحلت فرماتے ہیں تو وہ چالیس صبح اپنی قبر میں ٹھہرتے ہیں یہاں تک کہ ان کی رُوح ان کی طرف لوٹا دی جاتی ہے اور میں شبِ معراج مُوسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے ——— اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اپنی قبر میں مقیم نہیں رہتے بلکہ وہاں سے چلے جاتے ہیں ، اس کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء دوسرے مُردوں کی طرح چالیس صبح سے زیادہ میّت نہیں رہتے بلکہ اُن کی رُوح ان کی طرف لوٹا دی جاتی ہے اور وہ زندہ ہوتے ہیں اس مطلب کا چالیس دن کے بعد قبر سے نکلنے کے دعوے کے ساتھ کیا تعلق ؟ قبر میں زندہ ہونے کو باہر نکلنا لازم نہیں ہے ——— میں انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات کا قائل ہوں [1]

اس مُدت کے سلسلے میں روایات مختلف ہیں ،
علامہ سیوطی فرماتے ہیں ؛
امام الحرمین نے نہایہ میں پھر رافعی نے شرح میں فرمایا :
مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا : میں اپنے رب کی بارگاہ میں اس سے زیادہ عزت والا ہوں کہ مجھے تین دن کے بعد قبر میں چھوڑ دے ——— امام الحرمین نے اضافہ فرمایا ——— ایک روایت میں ہے کہ دو دن سے زیادہ ، ابُوالحسن ابن زاغونی حنبلی نے اپنی بعض کتابوں

---

[1] سید محمود آلوسی ، علامہ : رُوح المعانی (مطبوعہ ایران) ج ۲۲ ص ۳۶

میں بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی نبی کو ان کی قبر میں آدھے دن سے زیادہ نہیں چھوڑتا[1]

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

انبیاء کرام کی زندگی پر اتفاق ہے کسی کا اس میں اختلاف نہیں ہے اور یہ جسمانی، دنیاوی اور حقیقی زندگی ہے۔ شہداء کی طرح معنوی اور روحانی نہیں ہے[2]

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کہتے ہیں

میں نے محسوس کیا کہ آپ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ اپنی روح کو اپنے جسم کی صورت میں قائم کر سکتے ہیں۔ اسی طرف نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ انبیاء کو (حقیقی) موت نہیں آتی وہ اپنی قبروں میں ہوتے ہوئے نماز پڑھتے ہیں، حج کرتے ہیں اور وہ زندہ ہیں وغیر ذلک[3]

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے اس رسالہ (حیات الموات) میں یہ التزام بھی رکھا کہ جو آثار و احادیث و اقوال علمائے قدیم و حدیث خاص حضور پُرنور سید عالم حی، باقی، روح مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات عالی و علم عظیم و سمع جلیل و بصر کریم میں وارد انہیں ذکر نہ کرے، تین وجہ سے

اولاً: مسلمانوں پر نیک گمان کہ خاص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی کلمہ گو مثل سائر اموات نہ جانے گا۔

---

[1] عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی، امام: الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۲۶۴

[2] عبدالحق محدث دہلوی، شیخ محقق: اشعۃ اللمعات، فارسی (مطبوعہ سکھر) ج ۱ ص ۵۹۲

[3] شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، علامہ: فیوض الحرمین (طبع کراچی) ص ۸۴

ثانیاً: واللہ! فقیر کو حیا آتی ہے کہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام ایسی بحث لا و نعم میں بطور خود شامل کرے، ہاں دوسرے کی طرف سے ابتدا ہو تو اظہار حق میں مجبوری ہے۔

ثالثاً: وہاں دلائل کی وہ کثرت کہ نطاقِ نطق، بیان سے عاجز، پھر انہیں اقوال پر قناعت بس کہ جس سرکار کے غلام ایسے، العظمۃ للہ: اس کا پوچھنا ہی کیا ہے؟ آخر انہیں یہ مدارج و معارج کس نے عطا کئے؟ اسی سرکار ابد قرار نے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم[1]

مکہ معظمہ سے

مکہ معظمہ کے جلیل القدر عالم، عظیم محدث، علامہ سید محمد علوی مالکی فرماتے ہیں

برزخی زندگی، حقیقی زندگی ہے، اس پر واضح آیات اور احادیث صحیحہ مشہورہ دلالت کرتی ہیں۔

یہ حقیقی زندگی اس بات کے منافی نہیں ہے کہ انہیں موت کے ساتھ موصوف کیا گیا ہے۔ جیسے کہ قرآن پاک ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ

اے حبیب! ہم نے تم سے پہلے کسی انسان کو ہمیشہ کی زندگی نہیں دی

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ

بے شک تم پر موت آنے والی ہے اور وہ بھی مرنے والے ہیں۔

(منافات اس لیے نہیں کہ ہر ذی روح پر ایک دفعہ موت آتی ہے، اس کے بعد اسے زندگی دی جاتی ہے ۱۲ قادری) ہم نے جو کہا ہے کہ برزخی زندگی حقیقی زندگی ہے تو اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ زندگی خیالی یا مثالی نہیں ہے جیسے کہ بعض ملحدین گمان کرتے ہیں جن کی عقلوں میں صرف آنکھوں دیکھی

---

[1] احمد رضا بریلوی، امام: فتاویٰ رضویہ (سُنّی دارالاشاعت مبارکپور) ج ۴ ص ۳۰۵

جانے والی چیزوں پر ایمان لانے کی گنجائش ہے، انسانی تصور سے ماوراء امور غیبیہ پر ایمان لانے کے لیے وہ تیار نہیں ہوتے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی کیفیت کو ماننے کے لیے آمادہ ہوتے ہیں۔

ہم جو کہتے ہیں کہ حیات برزخیہ، حقیقی زندگی ہے، اس کے مطلب میں معمولی سوجھ بوجھ والا آدمی بھی چند لمحے غور کرے تو اسے ذرہ برابر اشکال نہیں رہے گا۔ حقیقی زندگی کا مطلب اس کے سوا نہیں ہے کہ وہ زندگی باطل اور وہمی نہیں ہے، جیسے کہ بعض اوقات عالم برزخ اور عالم آخرت اور دوسرے جہانوں کے احوال، مثلاً حشر و نشر اور حساب کتاب کے احوال کے بارے میں شکوک و شبہات میں مبتلا ذہنوں میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے...... احادیث اور آثار کثیرہ اس پر دلالت کرتے ہیں کہ میت خواہ وہ مومن ہو یا کافر، سنتا ہے، محسوس کرتا ہے اور پہچانتا ہے۔ [1]

علامہ سید علوی مالکی تصریح کرتے ہیں کہ انبیاء کرام کی زندگی بلند و بالا ہے اور ہمیں اس کے ثابت کرنے کی حاجت نہیں ہے۔

ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں کہ برزخی زندگی، حقیقی زندگی ہے اور نصوص ثابتہ سے معلوم ہوتا ہے کہ میت، مومن ہو یا کافر سنتا ہے، محسوس کرتا ہے اور جانتا ہے، اور یہ کہ زندگی، رزق اور روحوں کا جنت میں داخل ہونا شہید کے ساتھ خاص نہیں ہے، یہی وہ صحیح مذہب ہے جس کے ائمہ دین اور جمہور اہل سنت قائل ہیں، اس لیے انبیاء کرام

[1] سید محمد علوی مالکی، علامہ: مفاہیم یجب ان تصحح (مطبوعہ دبئی) ص ۱۵۹

علیہم السلام کی زندگی کا بیان کرنا ضروری نہیں ہے، یہ آفتاب سے زیادہ روشن حقیقت ہے اور محتاج اثبات نہیں ہے، بلکہ صحیح یہ ہے کہ بیان کیا جائے کہ ان کی زندگی بلند و بالا اور کامل و مکمل ہے، جیسے کہ روئے زمین پر رہنے والے لوگوں کی زندگیوں کے مراتب، مقامات اور درجات مختلف ہیں [1]

حیات انبیاء علیہم السلام پر دلالت کرنے والی متعدد احادیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

احادیث مذکورہ اور دیگر احادیث سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کرام کی وفات کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہم سے غائب کر دیئے گئے ہیں اور ہم ان کا ادراک نہیں کر سکتے اگرچہ وہ موجود اور زندہ ہیں، جیسے کہ فرشتے زندہ اور موجود ہیں لیکن ہم انہیں دیکھ نہیں سکتے [2]

علماء دیوبند

المہند ایک مختصر رسالہ ہے جس پر مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی محمود حسن وغیرہ چوبیس اکابر علماء دیوبند کے تائیدی دستخط ہیں اس میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتے ہیں۔

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی دنیاوی ہے لیکن آپ مکلف نہیں ہیں اور یہ زندگی نبی اکرم

[1] سید محمد علوی مالکی، علامہ: مفاہیم ص ۱۶۵
[2] ایضاً: ص ۱۷۱

صلی اللہ علیہ وسلم، تمام انبیاء صلوات اللہ علیہم اور شہداء کے ساتھ مختص ہے اور برزخی نہیں ہے جو کہ تمام مومنوں بلکہ تمام انسانوں کو حاصل ہے۔[1]

مولوی محمد قاسم نانوتوی، بانی دار العلوم دیوبند، اپنی منفرد تحقیق پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

حیاتِ نبوی بوجہ ذاتیت قابلِ زوال نہیں اور حیاتِ مؤمنین بوجہ عرضیت قابلِ زوال ہے اس لیے وقتِ موت حیاتِ نبوی صلعم زائل نہیں ہوگی ہاں مستور ہو جائے گی اور حیاتِ مؤمنین ساری یا آدھی تہائی زائل ہو جاوے گی سو درصورت تقابل عدم و ملکہ اس استتار حیات میں رسول اللہ صلعم کو تو مثلِ آفتاب سمجھئے کہ وقت کسوف قمر بے اوٹ میں حسب مزعوم حکماء اس کا نور مستور ہو جاتا ہے زائل نہیں ہوتا۔[2]

حرفِ آخر

بعض معاندین یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ اہل سنت وجماعت کے نزدیک انبیاء کرام علیہم السلام پر موت طاری ہی نہیں ہوتی یہ محض افتراء ہے، حقیقت کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے، غزالیٔ زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جو شخص انبیاء علیہم السلام کے حق میں موت اور قبض روح کا مطلقاً انکار کرے وہ نصوص قرآنیہ اور احادیث متواترہ کا منکر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔[3]

---

[1] خلیل احمد انبیٹھوی: المہند (کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند) ص ۱۳
[2] محمد قاسم نانوتوی، مولوی: آب حیات (مطبع مجتبائی، پاکستان) ص ۹ - ۲۰۸
[3] احمد سعید کاظمی، علامہ سید: حیات النبی (مکتبہ فریدیہ، ساہیوال) ص ۷۸

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:۔

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
لیکن ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد انکی حیات
مثل سابق وہی جسمانی ہے
روح تو سب کی ہے زندہ ان کا
جسم پُر نور بھی روحانی ہے
اُن کی ازواج کو جائز ہے نکاح
اُس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے
یہ ہیں حی ابدی ان کو رضا
صدق وعدہ کی قضا مانی ہے[1]

:۔ عنقریب منظرِ عام پر آنیوالی کتابیں :۔


(۱) کفل الفقیہ الفاہم فی احکام القرطاس والدراہم
از مجدد اسلام اعلیحضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ العزیز
(۲) عرس کی شرعی حیثیت :۔ از ملک العلماء ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ
(۳) آئینہ امام احمد رضا :۔ از غلام جابر مصباحی
(ڈائرکٹر ادارہ افکار حق)
(۴) اجالا (ہندی) از پروفیسر مسعود احمد پاکستان
مترجم غلام جابر مصباحی۔

---

[1] احمد رضا بریلوی، امام: حدائق بخشش (حامد اینڈ کمپنی، لاہور) ج ۲ ص ۵۲

سنہ ۱۹۸۸ء میں جن علمائے کرام کا وصال ہوا

حضرتِ مولانا تقدس علی خاں، پیر جو گوٹھ، سندھ، ۳ رجب سنہ ۱۴۰۸ھ / ۲۲ فروری سنہ ۱۹۸۸ء

حضرتِ مولانا محمد رفیق اشرفی ابن مولانا غلام الدین، لاہور، ۲۶ رجب سنہ ۱۴۰۸ھ / ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۸۸ء

مولانا نور محمد قادری، مصنف مواعظِ رضویہ، واربرٹن، یکم شوال سنہ ۱۴۰۸ھ / ۱۸ مئی سنہ ۱۹۸۸ء

مولانا عبد القیوم ہزاروی، جامع مسجد غوثیہ، بیرون شیرانوالہ، لاہور، ۵ شوال سنہ ۱۴۰۸ھ / ۲۱ مئی سنہ ۱۹۸۸ء

مولانا منتخب الحق صاحب، پروفیسر، محقق، کراچی، ۱۴ شوال سنہ ۱۴۰۸ھ / ۳۰ مئی سنہ ۱۹۸۸ء

حکیم منظور احمد ہمدانی، ہمدم دواخانہ، لاہور، ۸ محرم سنہ ۱۴۰۹ھ / ۲۲ اگست سنہ ۱۹۸۸ء

مولانا محمد رمضان المحقق النوری، دار العلوم نعیمیہ، حویلی لکھا، ۱۳ ربیع الاول سنہ ۱۴۰۹ھ / ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۹۸۸ء

مولانا محمد ہاشم فاضل شمسی، کراچی، یکم محرم سنہ ۱۴۰۹ھ، ۱۵ اگست سنہ ۱۹۸۸ء

مولانا مفتی محمد عبد اللہ، جامعہ نعمانیہ، گوجرانوالہ، ۱۸ ربیع الاول سنہ ۱۴۰۹ھ / ۳۱ اکتوبر سنہ ۱۹۸۸ء

مولانا غلام ربانی ابن مولانا نواب الدین رمداسی، ۲۱ محرم سنہ ۱۴۰۹ھ / ۳ ستمبر سنہ ۱۹۸۸ء

مولانا مفتی سید نجم الحسن رضوی خیر آبادی، خیر آباد، ستمبر سنہ ۱۹۸۸ء

مولانا محمد باقر النوری، صدر مدرس جامعہ حنفیہ فریدیہ، بصیرپور، ۶ ربیع الآخر سنہ ۱۴۰۹ھ / ۱۶ دسمبر سنہ ۱۹۸۸ء

رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً ورحمنا بہم

ایک مخلصانہ اپیل

تصنیف و تحقیق، صحافت و انشاء پردازی اور اشاعت و طباعت سے تعلق رکھنے والے حضرات پر یہ بات عیاں ہے کہ یہ میدان کتنا خاردار اور دشوار گذار ہے۔ خصوصاً جبکہ اسے پوری ذمہ داری اور دیانت داری کے ساتھ نبھایا جائے۔

ادارہ افکار حق علمائے اہلسنت خصوصاً مجدد اسلام امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز کی تصانیف کی طباعت و اشاعت اور ترتیب و تصحیح کا بارگراں اپنے کاندھوں پر لے کر عصر حاضر کے اہم تقاضوں کی جانب عملی اقدام کر چکا ہے اور اشاعت و طباعت کی خامیوں کو دور کرنے پر خاطر خواہ توجہ دیتا ہے۔ شائع ہونیوالی کتابوں کی ترتیب و تصحیح، تخریج و تحشیہ اور حوالجات کے درج کرنے میں احتیاط کے ساتھ دھیان دیتا ہے۔

اس لئے اراکین و مرتبین کو مندرجہ بالا امور کی تلاش و جستجو میں مستند و معتمد اور متداول کتابوں کی اشد ضرورت پڑتی ہے۔

لہٰذا دردمندانِ ملت خصوصاً علم دوست باذوق حضرات سے اپیل ہے کہ احادیث (صحاح ستہ) تفاسیر نیز فنی تحقیقی اور ادبی ہر قسم کی معیاری کتابیں وقف فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ اور اپنے احباب و اقارب کو بھی توجہ دلائیں اور تعارف کرائیں تاکہ آپ کا یہ ادارہ اپنی خدمات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر کر سکے۔

بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ
تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں

آپ کا طلبگار کرم
ارکان ادارہ

ادارہ افکار حق پر ایک نظر

عصری حالات وضروریات، تحریر وقلم کے روپ میں بڑھتے ہوئے جرائم کے ازالہ، اہم تقاضوں کی تکمیل اور عام تحریری و اشاعتی جمود وبے توجہی کے پیش نظر ادارہ افکار حق کا قیام جنوری ۱۹۹۰ء عمل میں آیا۔ ایک سال کی مدت میں اس ادارے نے چند زبانوں کی بارہ کتابوں کی اشاعت کا شرف حاصل کیا انھیں ملک اور بیرون ملک کے علماء وعوام، مساجد ومدارس اور دینی مذہبی، سرکاری غیر سرکاری اور کالجوں یونیورسٹیوں کی لائبریریوں تک مفت بھیجنے کی سعادت بھی حاصل کی۔ جو ادارے کا ایک اہم مقصد ہے۔

ع اپنا پیغام محبت جہاں تک پہونچے

آئینۂ اشاعت

(۱) خیر الآمال فی حکم الکسب والسوال۔ از امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز۔ جس میں روپے کمانے کے جائز طریقے نہایت خوش اسلوبی سے بیان کیا گیا ہے۔

(۲) شہنشاہ کون؟ از مجدد اسلام امام موصوف جس میں شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم پر لفظ شہنشاہ کا اطلاق از روئے شرع ہو سکتا ہے یا نہیں احادیث نبوی اور اقوال ائمہ ومجتہدین سے ثابت کیا گیا ہے کہ لفظ شہنشاہ شان اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں استعمال کرنا شرعاً کوئی ممانعت نہیں رکھتا ہے۔

(۳) دونوں ہاتھ سے مصافحہ۔ از امام موصوف۔ جس میں دونوں ہاتھ سے مصافحہ کا اثبات قرآن وحدیث اور سلف وصالحین کے ارشادات کی روشنی میں کیا گیا ہے۔

(۴) ماہ کامل۔ از امام موصوف۔ جس میں سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اقدس کے سائے کی نفی کا مسئلہ حسین پیرائے سے سمجھایا گیا ہے۔

(۵) حقوق العباد کی اہمیت۔ از امام موصوف۔ جس میں بندوں کے حقوق اور اس کی اہمیت کو اجاگر کی گئی ہے

(۶) نیکیاں کرو گناہوں سے بچو۔ از مولانا عبد المصطفیٰ صاحب اعظمی۔ جس میں گناہ صغیرہ وکبیرہ کی تعریف اور اس سے بچنے کے طریقے نیز گناہوں کی وعدو وعید سے متعلق گفتگو کی گئی ہے۔

(۷) مشرق کا مظلوم عبقری (انگریزی) از پروفیسر مسعود احمد (پاکستان) جس میں امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز کا تعارفی خاکہ پیش کیا گیا ہے طبقۂ دانشوراں خصوصاً انگریزی داں کیلئے امام موصوف کا سوانحی خاکہ سمجھنے میں بے حد مفید اور معاون ثابت ہوگا۔

(۸) غریبوں کے غم خوار۔ (اردو) از پروفیسر مسعود احمد (پاکستان) جسمیں ایک الزام کا انتہائی اچھوتے انداز میں جواب قلم بند کیا گیا ہے۔

(۹) طرز زندگی۔ از محمد آفتاب عالم مصباحی رکن ادارہ۔ جس میں عوام کی اصلاح اعمال اور اسلامی زندگی گذارنے کے طریقے اور سلام وکلام کا طریقہ کو نہایت عمدہ طریقہ سے بیان کیا گیا ہے۔

(۱۰) نماز کا آسان طریقہ (ہندی) از قاری عرفان القادری (بریلی) یہ ہندی زبان میں ایک مفید رسالہ ہے جس میں وضو، غسل طہارت وغیرہ فرض وواجب، سنن ونوافل، عیدین وجمعہ، جنازہ اور دیگر ضروری مسائل کے طریقے عام فہم زبان میں سمجھایا گیا ہے جو عوام اور ہندی داں حضرات کیلئے بے حد مفید ہے۔

(۱۱) گلدستۂ چہل حدیث۔ مرتب غلام جابر مصباحی رکن ادارہ۔ جس میں ۴۰ احادیث نبویہ جو عملی کردار کی اصلاح سے متعلق ہیں متن اور ترجمہ نیز حوالہ جات بھی

پیش کیا گیا ہے۔ دیدہ زیب خوشنما طباعت کلنڈر سائز جس کو لوگ فریم کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

(۱۲) عراق کی فتح کے لئے ہینڈ بل۔

الحمدللہ یہ ہماری ابتدا اور پہلا قدم ہے ادارہ شاہراہ ترقی پر تیزی سے گامزن ہے اس کی مختصر خدمات پیش نظر ہیں نیز مندرجہ بالا مقاصد وعزائم بھی سامنے ہیں انشاء اللہ سال بسال اس کی خدمات اور نئے نئے کارنامے اور اسکی کارگذاریاں آپ کے سامنے آتی رہیں گی۔ ہم قبل از وقت واویلا کے قائل نہیں ہیں۔ ادارہ کا کام خود ہی اس کے تعارف کے لئے کافی ہوگا۔ اب یہ دیندار اور دین پرور اہل خیر کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ اس مشن کے ساتھ ہر طرح تعاون فرماکر فروغ واستحکام بخشیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔ تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ وزیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

نوٹ :۔ ڈاک ٹکٹ بھیجکر ہماری شائع کردہ مذہبی کتابیں مفت حاصل کیجئے۔ خود پڑھئے اپنے احباب اور گھر والوں کو پڑھائیے شریعت مطہرہ کے احکام خصوصًا نماز کی پابندی کیجئے اور کرائیے۔ تحریک دعوت اسلامی میں شرکت کیجئے ——————

دعاگو وطالب دعا۔

احقر غلام جابر مصباحی

ادارۂ افکارِ حق کا پروگرام

• اردو، ہندی، انگریزی وغیرہ مختلف زبانوں میں معتمد علمارِ دین خصوصًا امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز کی کتابوں کی اشاعت،
• دینی، مذہبی اور اصلاحی کتابوں کی ہند اور بیرونِ ہند مفت تقسیم۔
• یتیم، لاوارث اور مفلس طلبار کے لئے وظیفہ مقرر کرنا۔
• دار التصنیف والتالیف کا قیام • دار المطالعہ اور لائبریری کا انتظام۔
• مذہب اہل سنت وجماعت کی اشاعت وتبلیغ اور معاشرہ میں اسلامی تعلیمی روح بیدار کرنا • گمراہ کن افکار ونظریات اور مسلم کش تحریکوں سے نسلِ انسانی کا تحفظ۔

لھٰذا ہمدردانِ قوم وملت سے مخلصانہ اپیل ہے کہ خدمت کے مختلف طریقوں کو اپناتے ہوئے ادارہ افکار حق کی تعمیر وترقی میں بھرپور تعاون اور مفید مشوروں سے نواز کر عند اللہ ماجور ہوں۔

۔ :. آپ کس طرح تعاون کرنا چاہتے ہیں؟ :. ۔

• کیا آپ کوئی کتاب چھپوا کر مفت تقسیم کرنا چاہتے ہیں؟ • کیا آپ کسی یتیم ولاوارث طالب علم کی کفالت کرنا پسند کرتے ہیں؟ • کیا آپ ایک یا چند مصنف کی تنخواہ اور دوسرے لوازم برداشت کرسکتے ہیں؟ • کیا آپ لائبریری میں دینی کتابیں وقف کریں گے؟ • کیا آپ اسکی تعمیرات میں حصہ لینا چاہتے ہیں؟

ترسیل زر وخط وکتابت کا پتہ
جنرل سکریٹری ادارہ افکار حق
صدر دفتر بائسی بازار۔ ضلع پورنیہ (بہار)
پن کوڈ :۔ ۸۵۴۳۱۵